تحریر: پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی صاحب
اسلامی یونیورسٹی ریاض

ترجمہ
عطاء الرحمٰن ثاقب

(۲)

سُود

علمائے کرام نے "ربا" یعنی سود کی تعریف مختلف نقطۂ نظر سے کی ہے بعض علماء ربا کو صرف قرضوں کے سود تک محدود کرتے ہیں، بعض صرف تجارتی لین دین میں سود کو ربا سے تعبیر کرتے ہیں جب کہ دوسرے علماء اس میں دونوں قسموں کو شامل کرتے ہیں۔

قرضوں کا سود

وہ علماء جنہوں نے سود سے صرف قرضوں کا سود مراد لیا ہے ان میں امام ابن اثیر سرفہرست ہیں۔ فرماتے ہیں "ھو فی الشرع: الزیادۃ علی اصل المال من غیر عقد تبایع"[1]

یعنی سود شرعی اصطلاح میں اس مال کو کہا جاتا ہے جو بغیر کسی تجارتی معاملے کے راس المال سے زائد لیا جائے۔

امام واحدی کہتے ہیں "الربا اسم للزیادۃ علی اصل المال من غیر بیع"[2] ربا اصل مال سے زائد اس اضافی رقم کو کہا جاتا ہے جو بغیر بیع و شراء کے وصول کی جائے۔ ان دونوں تعریفوں سے جو بات واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ان دونوں اماموں نے تجارتی لین دین میں بیے جانے والے سود کو ربا کی تعریف سے خارج سمجھا ہے۔ اسی لیے انھوں نے "من غیر عقد تبایع" اور "من غیر بیع" کی قید لگائی ہے ہو سکتا ہے انھوں نے سود کی تعریف کو قرضوں کے

۱ے النہایہ ۱/۱۹۲ ۲ے ایضاً لسان العرب ۱/۱۱۱۶

سود پر صرف اس لیے محدود کیا ہو کہ سود کی یہ قسم "ربا جلی" ہے جس پر پوری امت کا اجماع ہے۔

تجارتی یعنی بیع وشراء کا سود

سود کی تعریف کو صرف بیع وشراء میں منحصر کرنے والوں میں سرفہرست شمس الدین سرخسی ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی مشہور فقہ کی کتاب "المبسوط" میں لکھتے ہیں:

"بیع وشراء کرتے وقت وہ مخصوص معاوضہ لینا جو شرعی معیار کے مطابق نہ ہو سود کہلاتا ہے[1]"

علامہ عینی لکھتے ہیں:

"سود شرعی اصطلاح میں اس زائد مال کو کہا جاتا ہے جو مال کے بدلے مال میں اخذ کیا جائے[2]"

ان دونوں تعریفات سے ظاہر ہوتا ہے کہ سود کی تعریفات کو فقط بیع وشراء میں ہی محدود کردیا گیا ہے، شائد اس کا سبب یہ ہو کہ علماء وفقہاء کا یہ طبقہ فقط بیع وشراء کے سود کا ازالہ کرنا چاہتا ہے۔

سود کی جامع تعریف

جو علماء وفقہاء دونوں قسموں کو سود کی تعریف میں شامل کرتے ہیں ان میں امام ابن العربی اور امام ابن قدامہ بھی ہیں۔

ابن العربی لکھتے ہیں:

"الربا في اللغة: الزيادة والمراد به في الآية زيادة لم يقابلها عوض[3]"

یعنی ربا کا لغوی معنی ہے اضافہ ہونا اور قرآنی آیات میں ربا کا بھی یہی مفہوم ہے یعنی ہر وہ زائد مال جو بغیر کسی عوض کے اخذ کیا جائے (خواہ وہ بیع وشراء میں ہو یا قرضوں میں)

---

[1] مغنی المحتاج ۲/۲۱ دار احیاء التراث العربی بیروت۔

[2] عمدۃ القاری ۱۲/۱۹۹ دار الفکر بیروت۔

[3] احکام القرآن۔ القسم الاول: ۲۴۲ دار المعرفہ۔ بیروت۔

ابن قدامہ لکھتے ہیں:

"سود مخصوص اشیاء میں زائد رقم لینے کو کہا جاتا ہے"[1]

ان دونوں تعریفات سے ظاہر ہوتا ہے کہ سود کی تعریف میں دونوں قسمیں شامل ہیں کیونکہ زیادتی اور اضافے کا وجود دونوں میں ہے۔ تاہم ابن العربی کی تعریف جامع تو ضرور ہے مگر مانع نہیں کیونکہ اس میں ایسے زائد اموال بھی شامل ہو جاتے ہیں جن کا شمار سود میں نہیں ہوتا۔

سود کی اقسام

سود کی دو بنیادی قسمیں ہیں:

(۱) قرضوں کا سود (۲) بیع و شراء کا سود۔

امام فخر رازی کہتے ہیں:

"ربا کی دو قسمیں ہیں: ربا النسیئہ (قرضوں کا سود) ربا الفضل (بیع و شراء میں اضافی مال کا سود)"[2]

ربا النسیئۃ اس مشروط زیادتی کو کہتے ہیں جو قرض خواہ مقروض سے تاخیر کے بدلے میں اخذ کرتے[3]

علمائے امت "ربا النسیئۃ" یعنی قرضوں کے سود کو دورِ جاہلیت کا سود کہتے ہیں اس لیے کہ دورِ جاہلیت میں سود کی یہی قسم رائج تھی۔

ابو بکر جصاص کہتے ہیں:

وہ سود جو عرب میں رائج اور معروف تھا دراہم دنانیر کا سود تھا۔ قرض لینے والا کچھ رقم معینہ مدت کے لیے قرض دیتا اور سود کی شرح مقرر کر لیتا"[4]

مزید لکھتے ہیں:

"زمانہ جاہلیت میں سود کی صرف یہی قسم معروف تھی، وہ سود کی اسی قسم سے اپنے معاملات طے کیا کرتے تھے"[5]

---

[1] المغنی: ۴/۳۔ امام راغب اصفہانی نے بھی یہی تعریف کی ہے: المفردات ۱/۱۸۷۔

[2] التفسیر الکبیر: ۲/۳۵۱ [3] فقہ السنہ: ۳/۱۳۵۔

[4] احکام القرآن: ۱/۴۶۵۔ دار الفکر بیروت۔ [5] ایضاً۔

امام رازی لکھتے ہیں:

دورِ جاہلیت میں قرضوں کا سود ہی رائج تھا، وہ کسی کو کچھ رقم قرضے پر دیتے اور ہر مہینے طے شدہ شرح کے مطابق سود وصول کرتے اور راس المال میں کمی نہ کرتے۔ جب مہینہ مدت اور شرح سود ختم ہو جاتی تو وہ مقروض سے راس المال کا مطالبہ کرتے[1]" بعض علماء سود کی اس قسم کو "ربا جلی" قرار دیتے ہیں اور بیع و شراء کے سود کو "ربا خفی" سے تعبیر کرتے ہیں۔

امام ابن قیم فرماتے ہیں:

"ربا کی دو قسمیں ہیں: ۱- جلی ۲- خفی - ربا جلی قرضوں کے سود کو کہا جاتا ہے[2]" کچھ علماء سود کی اس قسم کو "ربا حقیقی" کا نام دیتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ دہلوی لکھتے ہیں: "سود کی دو قسمیں ہیں: ۱- حقیقی ۲- محمول علیہ - ربا حقیقی قرضوں میں ہوتا ہے۔ نزولِ قرآن کے وقت لوگوں میں سود کی یہ قسم عام رائج تھی اور اس کی وجہ سے معاملہ جنگ و جدال تک پہنچ چکا تھا، چنانچہ ضروری تھا کہ اس کا مکمل سدِّ باب کیا جائے یہی وجہ ہے قرآن مجید میں اس کے متعلق سخت وعید آتی ہے[3]"

قرضوں کا سود صرف دورِ جاہلیت میں ہی منتشر نہ تھا بلکہ آج بھی سود کی یہ قسم عام رائج ہے، بینکنگ کا نظام سود کی اسی قسم کے تحت چلتا ہے اور اقتصادی مشکلات کا باعث بنا ہوا ہے۔

ابوزہرہ لکھتے ہیں:

"سود کی اس قسم کی حرمت تمام انواع سے زیادہ ہے۔ قرآن مجید میں سودی لین دین کے متعلق جتنی وعیدیں آئی ہیں سب قرضوں کے سود سے تعلق رکھتی ہیں وہ تمام کمپنیاں اور پارٹیاں جو سودی کاروبار کرتی ہیں ان کا سارا سودی نظام ربا النسیئہ پر مبنی ہے[4]"

۱ے تفسیر کبیر: ۲/ ۳۵۱۔

۲ے اعلام الموقعین ۲/ ۱۳۵

۳ے حجۃ اللہ البالغہ ۲/ ۱۰۶، المکتبۃ السلفیۃ لاہور

۴ے بحوث فی الربا: ۳۴

ہم اللہ کے فضل و کرم سے سود کی اسی قسم سے بچاؤ کی تدابیر بیان کریں گے۔
بعض علماء سود کی اس قسم کو "ربا القرآن" کی اصطلاح دیتے ہیں کیونکہ اس کی حرمت قرآن کریم سے ثابت ہے[1]۔
ربا الفضل یعنی بیع و شراء کے سود کی تعریف کرتے ہوئے امام سرخسی لکھتے ہیں:
"ربا الفضل وہ اضافی مال ہے جو بیع و شراء میں بغیر کسی مشروط عوض کے اخذ کیا جائے[2]"

سید سابق کہتے ہیں:
"هو بيع النقود بالنقود أو الطعام بالطعام مع الزيادة[3]"
ربا الفضل اس زائد رقم کو کہا جاتا ہے جو نقدی کے بدلے نقدی بیع کر کے اخذ کی جائے اسی طرح اس زائد غلے کو کہا جاتا ہے جو غلے کے بدلے غلہ فروخت کر کے لیا جائے"
سود کی اس قسم کو "ربا السنۃ" کہا جاتا ہے کیونکہ اس کی حرمت حدیث سے ثابت ہوتی ہے۔

امام مسلم نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سونے کے بدلے سونا، چاندی کے بدلے چاندی، گندم کے بدلے گندم، جَو کے بدلے جَو، کھجور کے بدلے کھجور اور نمک کے بدلے نمک کی فروخت ممنوع ہے اِلّا یہ کہ برابر برابر ہوں اور جنس بھی ایک ہو۔ جس نے زیادہ دیا یا لیا اس نے سودی لین دین کیا[4]"

---

[1] بحوث فی الربا: ۳۳ و ۳۵ و ۳۷ ۔
[2] المبسوط: ۱۰۹/۱۲ ۔
[3] فقہ السنہ: ۳ / ۱۳۶ ۔
[4] صحیح مسلم ۔